REGD-NO-L-5254

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فون نمبر ۹م تار کا پتہ:- ڈیلی الفضل ربوہ

اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

شرح چندہ

سالانہ	۲۴ روپے
ششماہی	۱۳ "
سہ ماہی	۷ "
خطبہ نمبر	۵ "
سالانہ بیرون پاکستان	۴۵ "

یوم پنجشنبہ روزنامہ

فی پرچہ ۱۰ آنے پیسے

۱۱ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ

الفضل ربوہ

جلد ۵۱/۱۶ | ۱۶ ظہور ۱۳۴۱ ہش | ۱۶ اگست ۱۹۶۲ء | نمبر ۱۸۸

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب۔ نخلہ

نخلہ ۱۴ اگست بوقت دس بجے صبح

کل اور پرسوں حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً اچھی رہی پرسوں راولپنڈی کے احباب بس کے ذریعہ نخلہ آئے تھے۔ حضور نے انہیں شرف ملاقات بخشا۔ رات نیند آگئی۔ اس وقت طبیعت بہتر ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین اللّٰھم آمین

ولادت باسعادت

یہ خبر جماعت میں خوشی اور مسرت سے سنی جائے گی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حامد احمد خان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ابن محترم نوابزادہ محمد احمد خان صاحب کے گھر مورخہ ۱۱ اگست ۶۲ء کو پہلی ولادت ہوئی ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو لڑکی عطا فرمائی ہے نومولودہ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی اور حضرت نواب محمد علی خان صاحب مرحوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پڑپوتی ہے۔

ادارہ الفضل حضرت سیدہ موصوفہ مدظلہا اور دیگر افراد خاندان کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہے کہ مولیٰ کریم نومولودہ کو صحت و عافیت کیساتھ عمر دراز عطا کرے نیک صالحہ اور بااقبال بنائے آمین

محترم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کیلئے خاص دعا کی تحریک

ربوہ ۱۵ اگست۔ محترم جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کے متعلق لاہور سے آج کل کی اطلاع مظہر ہے کہ آپ کی طبیعت پہلے کی نسبت زیادہ علیل ہوگئی ہے اور حالت تشویشناک ہے ــــ احباب جماعت خاص توجہ اور درد کے ساتھ دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے محترم شاہ صاحب موصوف کو شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے۔ آمین

آنحضرتؐ مظہر اتم الوہیت اور ظلیت الٰہیہ کے انتہائی ارفع مقام پر فائز ہیں

انسانی فہم و ادراک سے بالا اس انتہائی ارفع مقام میں حقیقی طور پر کوئی بھی آپ کا شریک نہیں

آپ کے واسطہ اور وسیلہ کے بغیر نہ کوئی خدا تک پہنچ سکتا ہے اور نہ اس کا فیضان حاصل کر سکتا ہے

ربوہ میں وسیع پیمانہ پر جلسہ سیرت النبیؐ کا انعقاد۔ سیرۃ طیبہ پر علماء سلسلہ کی ایمان افروز تقاریر

ربوہ ــــ مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۶۲ء مطابق ۱۱ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ صبح ۱/۲ ۷ بجے مسجد مبارک میں لوکل انجمن احمدیہ ربوہ کے زیر اہتمام وسیع پیمانہ پر جلسہ سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم کا انعقاد عمل میں آیا جس میں اہل ربوہ نے والہانہ جذبۂ عشق کے ماتحت بہت کثیر تعداد میں شریک ہوکر سرورِ کائنات فخر موجودات سید الانبیاء امام الاتقیاء و الاصفیاء سیدنا و مولانا خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ اور سیرۃ مقدسہ کے اذکار مقدس سننے کی سعادت حاصل کی۔

اس جلسہ میں جس میں صدارت کے فرائض مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے ادا کئے علمائے سلسلہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انسانی فہم و ادراک سے بالا انتہائی ارفع و اعلیٰ مقام، آپؐ کے بے نظیر کمالات، اخلاق فاضلہ و اوصاف حمیدہ اور جمیع مخلوقات پر آپؐ کے بے شمار احسانات پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ نیز قرآن مجید اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں اس امر کو واضح کرتے ہوئے کہ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم مظہر اتم الوہیت ہونے اور ظلیت الٰہیہ کے انتہائی ارفع مقام پر فائز ہونے کے باعث اور دائرہ الوہیت اور دائرۂ بشریت کے درمیانی وتر کے نقطہ مرکزی ہونے کی حیثیت میں وہ واحد وسیلہ اور واسطہ ہیں جس کے بغیر انسان نہ خدا تک پہنچ سکتا ہے اور نہ کسی حال میں بھی فیضان الٰہی کا مورد بن سکتا ہے

جلسے کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو عبدالرشید صاحب سماٹری نے کی۔

ازاں بعد مکرم بشارت اللہ صاحب نے آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔

بعدہ مکرم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر سابق مبلغ انچارج و امیر جماعت احمدیہ غانا مغربی افریقہ نے "دشمنوں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلوک" کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے متعدد واقعات بیان کرکے ثابت کیا کہ آنحضورؐ نے انتہائی خونخوار اور جانی دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک کا جو نمونہ قائم فرمایا۔ اور ان کے ساتھ عفو و درگذر، محبت و شفقت، لطف و عنایت اور حسن و احسان کا جو سلوک روا رکھا۔ تاریخ اقوام عالم میں اس کی مثال ڈھونڈے بھی نہیں ملتی۔ اس جہت سے بھی آنحضورؐ کی حیات طیبہ اقوام عالم کے لئے اسوہ حسنہ کی حیثیت رکھتی ہے اور نہ اپنے ہی نہیں بلکہ اغیار بھی اس کے معترف ہیں۔

آپ کے بعد مکرم مولانا قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائل پوری نے "آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نگاہ میں" کے موضوع پر ایک نہایت مبسوط تقریر فرمائی۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیش بہا کتب سرمہ چشم آریہ، حقیقۃ الوحی، آئینہ کمالات اسلام اور پیغام صلح کے متعدد اقتباسات پیش کرکے قرآن مجید کی آیت کریمہ دنیٰ فتدلّٰی فکان قاب قوسین او ادنیٰ کی نہایت لطیف تفسیر بیان کی اور بتایا کہ آنحضرتؐ کی انتہائی بلند شان اور انتہائی ارفع و اعلیٰ مقام کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے علم لدنی کی مدد سے جس خوبی عمدگی اور شایان شان طریق پر اس زمانہ میں آشکار فرمایا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ (باقی مشیر)

ربوہ میں یوم استقلال کی تقریب پورے اہتمام سے منائی گئی

استحکام پاکستان کیلئے دعائیں۔ ورزشی کھیلوں کے مقابلے۔ دلکش چراغاں

ربوہ ۱۵ اگست۔ کل مورخہ ۱۴ اگست کو ربوہ میں یوم استقلال کی تقریب پورے اہتمام سے منائی گئی۔ ۱۳ اور ۱۴ اگست کو علی الترتیب میلاد النبی اور یوم آزادی کی تقریبات کے سلسلہ میں صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے جملہ دفاتر اور ادارہ جات میں عام تعطیل رہی۔ ۱۴ اگست کو علی الصبح نماز فجر کے بعد جملہ مساجد میں پاکستان کی مضبوطی و استحکام اور خوشحالی کے لئے اجتماعی طور پر دعائیں مانگی گئیں۔ مسجد مبارک میں اجتماعی دعا مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے کرائی۔

آپ نے دعا کرانے سے قبل یوم آزادی کی اہمیت خدائی تقدیر کے ماتحت پاکستان کے قیام اور پھر شدید مشکلات اور ناسازگار حالات کے باوجود پاکستان کے استحکام اور اس کی ترقی پر روشنی ڈالی۔ (باقی)

ایڈیٹر:- روشن دین تنویر بی-اے-ایل ایل-بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۶ راگست ۶۲ء

ضرورت الامام

(۳)

معلوم ہوتا ہے کہ صوفی نذیر احمد صاحب نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف کبھی غور سے پڑھنے کی کوشش نہیں کی ورنہ ان کو معلوم ہو جاتا کہ جماعت احمدیہ ہی ایک ایسی جماعت ہے کہ جو کیا بلحاظ رہنمائی اور کیا بلحاظ عمل ان کی خواہشات سے بھی بڑھ کر اس وقت صحیح جماعت ہے جو واقعی تجدید و احیائے دین کا کام سرانجام دے سکتی ہے اور سرانجام دے رہی ہے۔

کچھ عرصہ ہوا انہوں نے تصوف کشف اور الہامات وغیرہ کے متعلق بھی اپنے خیالات خاص کر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تعلق میں ظاہر کئے تھے۔ اور شاید صدق جدید ہی میں ان کے چند مضامین اس موضوع پر شائع ہوئے تھے۔ ان سے ہم نے یہی اندازہ لگایا تھا کہ آپ جماعت احمدیہ اور بانی سلسلہ احمدیہ کے متعلق سخت غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ ان کا خیال یہ معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو دعاوی فرمائے ہیں وہ تصوف کے بعض مقامات کے زیر اثر غلطی سے ایسا کر گئے ہیں حالانکہ ہم نے آپ کے رسالہ "ضرورت الامام" سے حوالے دیکر بتایا ہے کہ اگرچہ کشوف و الہام کا وصف ایک امام الوقت کے لئے لازمی وصف ہے لیکن ہر ایک شخص جس کو کشوف و الہام سے بہرہ حاصل ہے امام الوقت نہیں ہوتا اور نہ ہر ایک شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے تجدید و احیائے دین کے لئے کھڑا ہوتا ہے ایک امام میں جو اوصاف ہونے چاہئیں ہم نے مسیح موعود علیہ السلام کے اسی رسالہ سے مختصراً ان کا ذکر بھی اپنے گزشتہ اداریوں میں کر دیا ہے اور صوفی نذیر احمد صاحب نے جو یہ فرمایا ہے کہ

"موجودہ دور میں امت کی
صدیوں سے جھکی ہوئی کمر
صرف ظاہراً و باطناً اتباع
صدر اول سے سیدھی ہو سکتی
ہے لہٰذا اس کے نیچے کوئی
حوالہ ہرگز ہرگز کام نہیں
دے سکتا۔ کفر اس درجہ شدت
اختیار کر گیا ہے کہ صدیقانہ
ایمان سے مربوط ہونے کے
سوائے اس سے ایمان پر
ہونا ناممکن ہے۔"

(ہفت روزہ صدق جدید مورخہ ۲۷ جون ۶۲ء)

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ یہ اصول صحیح ہے بغیر اتباع صدر اول کے تجدید و احیائے دین نہیں ہو سکتی اور بغیر صدیقانہ ایمان سے مربوط ہونے کے ایمان پر ہونا ممکن نہیں۔ اس لئے ہم صوفی صاحب کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اس اصول کو لے کر نکلیں اور تمام حلقہ ہائے معروف کو اس میزان پر تولیں ہمیں کامل یقین ہے کہ سوائے جماعت احمدیہ کے وہ کسی فرد کسی گروہ کسی جتھے کسی جماعت کو اپنے اس اصول پر ہرگز ہرگز پورا نہیں پائیں گے۔

یہ کوئی ہمارا زبانی دعوے نہیں ہے اور اپنے منہ سے میاں مٹھو بننے والی بات نہیں ہے بلکہ نہ صرف غیر جانبدار علما کی بلکہ شدید دشمن زعماء کی شہادتیں ایک دو نہیں بلکہ سینکڑوں کی تعداد میں موجود ہیں جنہوں نے اپنے مشاہدہ اور تجربہ کی بناء پر جماعت احمدیہ کے کام کو نہ صرف نہایت وقیع بلکہ ٹھیٹھ اسلامی سیرت کا نمونہ قرار دیا ہے۔

تا نباشد چیزکے مرداں نہ گویند چیزہا

پھر یہ شہادتیں اپنے اور غیروں پر مشتمل ہیں اور نہ صرف اپنے ملک کے لوگوں کی شہادتیں ہیں بلکہ عرب ممالک اور یورپ کے لوگوں کی شہادتیں موجود ہیں مگر ہم تو یہ عرض کرتے ہیں کہ "ہاتھ کنگن کو آرسی کیا" آپ خود اپنے اس اصول کو لیکر نکلیں اور اپنے طور پر دیانتداری سے جانچ پڑتال کریں۔ ہم کو یقین ہے کہ اگر آپ نے ہر قسم کے تعصب از قسم خود پسندی وغیرہ کو بالائے طاق رکھ کر تحقیقات فرمائی تو آپ جماعتِ احمدیہ کے وجود میں اپنے تمام ان خوابوں کی تعبیر پائیں گے جن کو آپ نے معروف حلقوں کے سامنے پیش کر کر کے ناکامی پر ناکامی اٹھائی ہے۔

ہمارے نزدیک سلوک اور تصوف نہ کوئی اسلامی چیز ہے اور نہ کوئی ایسی چیز ہے جس کو تجدید و احیائے دین سے تعلق ہو البتہ رویا۔ کشوف۔ الہام اور وحی ایسی چیزیں ہیں جن کا "ذکر" کی محافظت کے ساتھ جن کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے بنیادی تعلق ہے۔ ہمارا علی وجہ البصیرت عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق بوقت ضرورت دین کی تجدید و احیا کے لئے خود انسانوں میں سے کسی کو کھڑا کرتا ہے اور اس کو تشریعی طور پر اور نہ صرف تکوینی طور پر اپنے مقاصد کی کامیابی کے لئے مدد دیتا ہے سلسلہ مجددین اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے اور ہر ہمہ شمہ جو "سلوک اور تصوف" کا دلدادہ ہے۔ تجدید و احیائے دین کا اہل نہیں ہوتا اور خود ساختہ مصلحین اسلام تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں رکھتے البتہ بعض لوگ جیسا کہ مثلاً سرسید مرحوم تھے بعض دنیوی قسم کے کام اپنی خداداد عقل سے کر جاتے ہیں لیکن چونکہ انکا مدار صرف عقل پر ہوتا ہے اس لئے ایسے لوگ دینی مسائل میں سخت غلطیاں کرتے ہیں۔ اسی طرح بعض لوگوں میں رویا و کشوف وغیرہ کا فیض ہوتا ہے مگر ع

نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

اپنے دین کی تجدید و احیاء کے لئے جو لوگ واقعی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھڑے ہوتے ہیں ان کی شان ہی جدا ہوتی ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ دوسرے لوگوں کے رویا و کشوف و الہام کوئی معنی نہیں رکھتے۔ البتہ ان کا کسی فرد میں پایا جانا جیسا کہ خود صوفی صاحب نے تسلیم کیا ہے اس کے لئے تجدید و احیائے دین کے مقام کی سند نہیں بن سکتا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیف "حقیقۃ الوحی" میں اور کئی دوسرے مقامات پر اس کی نہایت شاندار توضیحات فرمائی ہیں تصوف کے طریقوں میں مہارت پیدا کرنا ایک شخص کے لئے اس کے اپنے نفس کی پاکیزگی کے لئے مفید ہو تو ہو مگر "تجدید و احیائے دین" کا مقام وہی ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق خود پُر کرتا ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعوےٰ "مسیحیت" (تجدید و احیائے دین کا اعلیٰ ترین مقام) صرف اس بنا پر نہیں ہے کہ آپ کو سلوک اور تصوف میں ید طولیٰ حاصل ہے بلکہ اس بنا پر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہمہ وجوہ اس کام کے لئے تمام وہ توفیق عطا کی ہیں جو "مسیحیت" یعنی اس زمانے کے "امام الوقت" کے لئے ضروری تھیں۔ البتہ آپ کو رویا اور کشوف الہام اور وحی کی قوت بھی بدرجہ اتم عطا کی گئی تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی انہی ذرائع سے آپ تک پہنچ سکتی تھی۔ آپکی یہ توفیق بھی دوسرے اہل سلوک و تصوف سے شان امتیازی رکھتی تھیں اس لئے صوفی صاحب دوسرے اہل سلوک و تصوف پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قیاس نہ کریں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام آئینہ کمالات اسلام کے حاشیہ میں جو آپ نے فرشتوں کے کاموں کے متعلق لکھا ہے فرماتے ہیں:-

"القا اور الہام بھی جو فرشتے کرتے ہیں" وہ بھی برعایت فطرت ہوتا ہے مثلاً وہ الہام جو خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں پر نازل کرتے ہیں دوسروں پر نہیں کر سکتے بلکہ اس طرف توجہ ہی نہیں کرتے۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص ۱۸۶-۱۸۷ حاشیہ)

"اسلامی مشاورتی کونسل"

بعض لوگ یہ تصور دینا چاہتے ہیں کہ دین میں رائے دینے کا حق ہمارے سوا کسی کو نہیں اور اس بنا پر اسلامی مشاورتی کونسل کے ارکان کے متعلق اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کر رہے ہیں۔ یہ درست ہے کہ دین کے بارے میں اہل علم حضرات کی رائے وقعت رکھتی ہے مگر سوال تو یہ ہے کہ یہ لوگ جو بزعم خود اپنے آپ کو دین کے ستون سمجھتے ہیں وہ فی الحقیقت ایسے ہیں بھی یا نہیں۔ جہاں تک ملکی قانون کا تعلق ہے کیوں نہ ان لوگوں کو کونسل میں شامل کیا جائے جن کی شہرت ہر لحاظ سے ان لوگوں سے بہتر ہے اور جن کا کردار بھی الاماشاء اللہ بظاہر بلند تر ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں کا یہ خیال نہیں کہ وہ ملک و قوم کی بہبودی کے لئے کچھ کرنا چاہتے ہیں بلکہ وہ تو اسلام کے نام پر حکومت کے اوپر اپنی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس گروہ کا ایک نمائندہ لکھتا ہے:-

"قوانین ملکی کو اسلام کے مطابق ڈھالنے کے عظیم الشان کام کو خوش اسلوبی کے ساتھ سرانجام دینے کی صحیح صورت یہ تھی کہ مشاورتی کونسل میں صرف ان لوگوں کو شامل کیا جاتا جو علم دین تقویٰ اور اسلامی اعمال کے اعتبار سے معروف اور معتمد علیہ ہوتے۔" (ایشیاء ۸/۷/۶۲ ص ۳)

اس ساری تقریر کا ماحصل یہ ہے کہ یہ کام

(باقی ص ۸ پر)

از ادارۃ الافتاء ربوہ

چند سوال اور ان کے جوابات

از مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب فاضل ناظم دارالافتاء

سوال نمبر ۸

سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے تین خلفاء کے نام کے بعد اکثر رضی اللہ تعالےٰ عنہ لکھا جاتا ہے مگر حضرت علی رضہ کے نام کے ساتھ اکثر "کرم اللہ وجہ" آتا ہے۔ اس کے لفظی معنے کیا ہیں؟ اور تخصیص کی وجہ کیا ہے؟

الجواب (الف)

خلفائے راشدین یا کسی اور بزرگ صحابی کے نام کے بعد رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہنا یا کرم اللہ وجہ (اللہ تعالےٰ آپ کے چہرہ کو مکرم و معزز کرے) کا دعائیہ جملہ اختیار کرنا دونوں جائز ہیں۔ اس میں نہ کوئی تخصیص ہے اور نہ کوئی شرعی روک۔ تاہم حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حق میں بعض بزرگوں نے "کرم اللہ وجہ" کے الفاظ میں دعائے خیر کا خصوصی ذکر کیا ہے اور اسے کافی رواج بھی حاصل ہوا ہے۔ اس کی وجہ بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ حضرت علی رضہ کے زمانہ خلافت میں شورشیں بکثرت ابھریں۔ اور ملت اسلامیہ بہت بڑے انتشار سے دوچار ہوئی۔ بعض کوتاہ اندیش لوگوں نے اس ساری ناگفتہ بہ صورت حال کا الزام حضرت علی علیہ السلام پر دھرا اور ان کی اہلیت۔ قابلیت اور استحقاق پر حرف گیری کی اور اس وجہ سے نعوذ باللہ انہیں ایک ناکام خلیفہ قرار دینے کی جرأت کی جیسا کہ خوارج کی شورش سے ظاہر ہے۔ ان بدخیالات کے توڑ میں اہل رشد و صفا نے حضرت علی رضہ کے کمالات اور اللہ تعالےٰ کے ہاں ان کا جو مقام کرم و شرف ہے اس کے اظہار کے لئے "کرم اللہ وجہ" کی دعا کو زیادہ رواج دینے کی کوشش کی۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ دشمنوں نے جس خباثت بھرے غبار کو اڑانے کی کوشش کی ہے۔ اس سے خود ان کے منہ سیاہ اور غبار آلود ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ نے امام عالی مقام کے چہرۂ اطہر کو اس سے محفوظ رکھا ہے۔ اور آئندہ بھی وہ آپ کے اعزاز و اکرام میں اضافہ کرے گا اور آپ کے دشمنوں کو ناکام و نامراد اور رُو سیاہ کرے گا۔ بہرحال حضرت علی رضہ کے ساتھ ان دعائیہ الفاظ کی تخصیص کی وجہ اس قسم کے تاریخی حالات تھے نہ کہ کوئی اور خصوصیت اس کی مثال حضرت مریم علیہا السلام کے وجود میں ہمیں نظر آتی ہے۔ جنہیں قرآن کریم نے خاص طور پر "صدیقہ" کہا ہے۔ اب اس کی وجہ یہ تو ہرگز نہیں کہ دوسری پاکباز عورتیں مثلاً حضرت خدیجہ رضہ حضرت عائشہ رضہ وغیرھما صدیقہ نہ تھیں بلکہ اس تخصیص کا باعث دشمنوں کے سراسر بے ہودہ الزامات کی تردید تھی۔ اور ان کے ان الزامات کے جواب میں ان کے اس وصف کا خاص طور پر ذکر کیا گیا تھا۔ گویا دشمن نے نعوذ باللہ بچہ کی پیدائش کے بارہ میں ان کے بیان کے جھوٹ اور کذب ہونے کا دعوےٰ کیا تو اللہ تعالےٰ نے اس کے جواب میں انہیں "صدیقہ" یعنی "بہت بڑی سچی عورت" قرار دیا۔ اور دوسروں پر چونکہ اس قسم کے الزامات نہیں لگ سکتے اور ان کے صدق و صفا پر کوئی حرف گیری نہیں کی گئی تھی۔ اس لئے ان کے لئے اس وصف خصوصی کے ذکر کی ضرورت ہی نہ تھی۔ بہرحال ہمارے نزدیک حضرت علی رضہ کے لئے "کرم اللہ وجہ" کے الفاظ کی تخصیص کی اصل وجہ یہی ہے۔

(ب) بعض نے اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ کسی جنگ میں حضرت علی رضہ کا سامنا ایک بہت طاقتور کافر سے ہوا۔ جسے حضرت علی رضہ نے پچھاڑ دیا۔ اور جب آپ اسے قتل کرنے لگے تو اس نے آپ کے منہ پر تھوک دیا۔ حضرت علی رضہ فوراً اس پر سے اٹھ گئے۔ اور اسے معاف کر دیا۔ اور فرمایا کہ جب اس نے میرے منہ پر تھوکا۔ تو مجھے بہت غصہ آیا۔ اگر اس حالت میں میں اسے قتل کرتا تو میرا یہ فعل خالصتہً لوجہ اللہ نہ ہوتا۔ حالانکہ میں تو خدا تعالےٰ کی راہ میں جہاد کر رہا تھا۔ آپ کے اس فعل سے وہ کافر تو مسلمان ہو گیا لیکن دوسرے کفار نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ فلاں نے آپ کے منہ پر تھوک کر آپ کو ذلیل کر دیا ہے۔ مسلمانوں نے اس کے جواب میں آپ کو "کرم اللہ وجہ" کے نام سے یاد کرنا شروع کیا کہ خدا تعالےٰ آپ کے چہرہ کو عزت دے۔

(ج) بعض صوفیوں نے اس کی ایک اور وجہ یہ لکھی ہے کہ چونکہ حضرت علی رضہ نے کسی بت کے سامنے سجدہ نہیں کیا۔ اس لئے یہ الفاظ آپ کے لئے مخصوص ہوئے (غنیۃ الالباب صـــ۲۳) لیکن ظاہر ہے کہ تخصیص کی یہ کوئی معقول وجہ نہیں کیونکہ کئی اور صحابہ ہیں جن کے متعلق یقینی طور پر ہمیں معلوم ہے کہ ان کی پیشانی بھی کسی بت کے سامنے نہیں جھکی مثلاً عبداللہ بن عباس وغیرہ اور یہ کوئی خاص وجہ فضیلت نہیں۔ کیونکہ حضرت علی رضہ بالکل بچپن کی عمر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نگرانی اور تربیت میں آ گئے تھے۔ اب ظاہر ہے کہ بعثت نبوی کے وقت جو نابالغ بچہ ہو۔ اور براہ راست وہ نبوت کی گود میں پرورش پا رہا ہو۔ اس کے لئے بت پرستی کا کون سا موقعہ آ سکتا ہے۔ یہ تو بالکل اسی طرح کی بات ہے جیسے کہ ایک بچہ مسلمان کے گھر میں پیدا ہو ظاہر ہے کہ وہ بت پرست اس لئے نہیں ہے کہ اس کے ماں باپ بت کو نہیں پوجتے۔ [illegible] فضیلت میں پیش کرنے لگے۔ تو یہ کوئی قابل التفات دعوےٰ نہیں ہوگا۔

سوال نمبر ۹

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے خطبات النکاح میں ایک جگہ حضور نے فرمایا ہے کہ اگر لڑکی کی پسند کے مطابق اس کا ولی رشتہ تجویز نہ کر سکے اور تین بار اس کا لایا ہوا رشتہ لڑکی انکار کر دے۔ تو وہ ولی معزول سمجھا جاتا ہے (مجھے صحیح الفاظ تو یاد نہیں صرف مفہوم یاد ہے) کیا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ حیات میں یا خلفائے راشدین میں سے کسی کے وقت میں ایسا کوئی معروف واقعہ ہوا ہے۔ کیا کلام مجید یا احادیث میں اس کی طرف کوئی اشارہ ہے یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے متعلق کوئی ارشاد فرمایا ہے۔

الجواب

نکاح کی صحت کے لئے ولی اور لڑکی دونوں کی اجازت اور رضامندی ضروری ہے۔ لیکن لڑکی کی رضامندی کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ کیونکہ نکاح کا مستقل اثر اس کی زندگی پر پڑتا ہے اور ازدواجی تعلقات کے نباہ کا فرض اسی پر عائد ہوتا ہے۔ اب اگر تو کسی رشتہ میں ولی اور لڑکی دونوں راضی ہیں اور اکثر و بیشتر یہی ہوتا ہے تو کسی دقت یا خرابی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ البتہ دقت اس وقت سامنے آتی ہے۔ جبکہ ولی اور لڑکی کی رائے میں تضاد واقع ہو جائے۔ اور موافقت کی کوئی صورت نہ نکل سکے۔ شریعت نے اس کا حل یہ تجویز کیا ہے کہ ایسی صورت میں لڑکی اقتدار (یعنی خلیفہ وقت یا عدالت) کی طرف رجوع کرے اور اظہار وجوہ اختلاف کے بعد رشتہ کے قانونی ولی کی ولایت کی بے اثری کا فیصلہ حاصل کر کے کسی اپنے خیرخواہ کو ولی نکاح مقرر کرائے شریعت نے اس احتیاط کو اس لئے ضروری قرار دیا ہے تاکہ اغوا کے خطرات کا سدباب کیا جا سکے۔ لڑکی بیشک بنیادی طور پر اپنی پسند میں آزاد ہے تاہم اس پر اس کے والدین اور خاندان کے بھی کچھ حقوق ہیں۔ جنہوں نے اس کی پرورش کی اسے تعلیم دلائی اور اس کے آرام کے لئے اپنے آرام کو تیاگ دیا۔ ایسی صورت میں کیا یہ ضروری نہیں کہ لڑکی عام حالات میں اپنے والدین اور اپنے خاندان کی عزت و توقیر کا خیال رکھے اس پر حرف نہ آنے دے اور والدین کے جذبات محبت کی قدر کرے لیکن حالات نے اگر ایسا رخ اختیار کر لیا ہے کہ لڑکی کے والدین یا اس کا خاندان اپنے ناجائز مفاد کی خاطر لڑکی کے جائز مفاد کو قربان کرنے پر مصر ہوں تو [illegible]

قوموں کی اصلاح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود اطال اللہ بقاءہ فرماتے ہیں کہ:-

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

الفضل کا باقاعدگی سے مطالعہ بھی نوجوانوں کی اصلاح کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ نوجوانوں کو اس کے مطالعہ کی عادت ڈالئے اور قوموں کی اصلاح کا سامان کیجئے۔

(مینیجر الفضل ربوہ)

من کا ولی لہ" کے مطابق لڑکی ولی عامہ کی طرف رجوع کرے۔ کیونکہ ان کی مساعی سے حالات کو بڑی حد تک سلجھایا جا سکتا ہے اور باہمی تلخیوں کو جو فساد عظیم پر منتج ہو سکتی ہیں کم کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر پھر بھی باہمی موافقت کی کوئی صورت نظر نہ آئے تو حاکم کی اجازت اور اس کے مقرر کردہ ولی کے ذریعہ کیا ہوا نکاح بڑی حد تک ان خرابیوں سے خالی ہوگا۔ جو ضد اور اغوا کے نتیجہ میں پیدا ہو سکتی ہیں حدیث میں آتا ہے کہ ایک لڑکی نے حضور کے پاس شکایت کی کہ اس کے والد نے اس کی رضامندی کے بغیر اس کا نکاح کر دیا ہے تو آپ نے اس نکاح کو کالعدم قرار دیا اور لڑکی کو اپنی مرضی کے مطابق نکاح کرنے کی اجازت دی۔

(ابوداؤد و مسند احمد بحوالہ نیل الاوطار ص ۱۲۱ جلد ۶)

اس اصولی تشریح کے بعد سوال سے متعلقہ عبارت کا جواب یہ ہے کہ سائل حضور کے اصل ارشاد کو قدرے بھول گئے ہیں۔ اصل ارشاد یہ ہے:۔

"لڑکی کے معاملہ میں شریعت نے والدین کو ویٹو کا حق دیا ہے یعنی لڑکی اگر کہے کہ فلاں جگہ شادی کرنا چاہتی ہوں والدین مناسب نہ سمجھیں تو وہ انکار کر سکتے ہیں لیکن یہ محدود حق ہے یعنی دو دفعہ کے لئے حق ہے اگر تیسری جگہ بھی انکار کریں تو لڑکی کا حق ہے کہ قضاء میں درخواست کرے کہ والدین اپنے فوائد یا اغراض کے لئے اس کی شادی میں روک بن رہے ہیں۔ اس پر اگر قاضی دیکھے کہ یہ صحیح ہے تو لڑکی کو اختیار دے سکتا ہے کہ وہ شادی کر لے پھر چاہے وہ اس پہلی جگہ ہی شادی کرے جہاں سے والدین نے اسے روکا تھا یہ جائز شادی ہوگی۔"

(الفضل جنوری ۱۹۲۹ء)

سوال نمبر ۱۰

سنتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد کچھ اور حصہ قرآن مجید بھی ہر رکعت میں پڑھنا ہے مگر فرائض میں صرف پہلی دو رکعتوں میں ایسا ہوتا ہے۔ اس کے متعلق نہیں کہاں سے علم ہوا۔ نماز عشاء کے بعد جو وتر دو رکعتوں کے ساتھ ہی پڑھا جائے۔ اس میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی اور سورۃ پڑھنی چاہیئے یا نہیں۔ اگر وتر الگ پڑھا جائے تو پھر کیا صورت ہوگی۔

الجواب

حدیث کی کتابوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق وضاحت ہے کہ آپ فرض اور سنتیں اسی طریق کے مطابق پڑھتے تھے چنانچہ بخاری اور مسلم کی روایت ہے کہ :۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرء فی الاولیین من الظھر والعصر بفاتحۃ الکتاب وسورتین وفی الاخریین بفاتحۃ الکتاب یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کے فرضوں کی پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورۃ دونوں پڑھتے تھے اور پچھلی دو رکعتوں میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھتے تھے ایک اور روایت میں ہے کہ کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول من صلی صلوٰۃ مکتوبۃ او تطوعا فلیقرأ فیھا بام القرآن وسورۃ معھا (کشف الغمہ ص ۱۲۸) یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص فرض یا نفل نماز پڑھے وہ فاتحہ اور سورۃ دونوں پڑھے۔ اس روایت سے ظاہر ہے کہ نفل کی ہر رکعت میں فاتحہ اور سورۃ دونوں پڑھنی چاہئیں نیز اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اصل میں نوافل اور سنن میں ہر دو رکعتیں مستقل ہونے کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس لئے جہاں چار چھ یا آٹھ رکعتیں نوافل کی نیت کی جائے وہ دو دو رکعتوں کی صورت میں الگ الگ نماز ہوگی۔ چنانچہ فقہاء نے اس کی تصریح بھی کی ہے۔ ہدایہ میں ہے۔ القراءۃ واجبۃ فی جمیع رکعات النفل وفی جمیع رکعات الوتر اما النفل فلان کل شفع منہ صلوٰۃ علیحدۃ والقیام الی الثالثۃ کتحریمۃ مبتدأۃ ولھذا لا یجب بالتحریمۃ الاولی الا رکعتان یعنی نفل اور سنتوں کی رکعت میں قراءۃ واجب ہے اسی طرح وتر کی رکعتوں کا حال ہے۔ کیونکہ نفل کی ہر دو رکعتیں دراصل ایک مستقل اور علیحدہ یونٹ ہیں اور جب ایک شخص دو رکعت پڑھ کر تیسری رکعت کے لئے اٹھتا ہے تو اس کا یہ اٹھنا نئے سرے سے تکبیر تحریمہ کے مترادف ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی چار رکعت نفل کی نیت کرکے اللہ اکبر کہے تو اس تحریمہ اور نیت سے صرف دو رکعتوں کا پڑھنا ہی ضروری ہوگا وہ دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر سکتا ہے چار پوری کرنا اس کے لئے ضروری نہیں (ہدایہ ص ۱۲۸ ج ۱)

اسی طرح وتروں کے بارہ میں تصریح ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وتر کی ہر رکعت میں فاتحہ اور سورہ پڑھا کرتے تھے۔ خواہ اکٹھی تین رکعت پڑھی جائیں یا ایک الگ پڑھی جائے۔ چنانچہ روایت ہے۔ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ فی الوتر بسبح اسم ربک الاعلیٰ وقل یاایھا الکافرون وقل ھو اللہ احد (مسلم، ابوداؤد، نیل الاوطار ص ۴۲ جلد ۳) یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وتر کی پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ پڑھتے تھے۔ دوسری میں قل یاایھا الکافرون اور تیسری میں قل ھو اللہ احد۔

واللہ اعلم بالصواب

جامعہ نصرت برائے خواتین ربوہ کی بعض نمایاں اور منفرد خصوصیات

از محترم پرنسپل صاحبہ جامعہ نصرت ربوہ

جامعہ نصرت برائے خواتین ربوہ میں گیارہویں جماعت کا داخلہ یکم ستمبر ۱۹۶۲ء سے شروع ہوگا اور دس روز تک جاری رہے گا۔ درخواستیں مجوزہ فارم پر معہ پروویژنل و کیریکٹر سرٹیفکیٹ ۲۸ اگست تک دفتر ہذا میں پہنچ جانی چاہئیں داخلہ فارم و پراسپکٹس دفتر کالج سے مل سکتے ہیں۔

انٹرویو صبح ۸ بجے سے ۱۱ بجے تک ہوگا

جامعہ نصرت برائے خواتین کا اجراء ۱۹۵۱ء میں ہوا تھا۔ اس کا ذکر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ ۱۹۵۰ء میں خواتین سے خطاب کرتے ہوئے مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا۔

"ہمیں اسکیمات کی بھی ضرورت ہے کہ ہم عورتوں کی تعلیم کو اور زیادہ وسیع کریں۔ اور ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی عورتوں کو اور بھی اعلےٰ تعلیم دلائیں۔ اس کے لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اللہ تعالےٰ توفیق دے تو اس سال یعنی ۱۹۵۱ء میں یہاں زنانہ کالج قائم کر دیا جائے۔ جگہ ہم نے تجویز کر دی ہے۔ میری بیوی ام متین مریم صدیقہ جو ایم اے ہیں وہ اس کی نگران ہو سکتی ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

کالج میں قرآن کریم و دینیات کی تعلیم پر زیادہ زور دیا جائے تاکہ ہماری جماعت میں زیادہ سے زیادہ عورتیں بی اے اور ایم اے ہوں اور تاکہ انہیں میں سے وہ ہوں جو دینی خدمات کے لئے وقف ہوں۔ پھر فرمایا اس ذریعہ سے انشاء اللہ عورتیں بہت جلد اعلیٰ تعلیم حاصل کر لیں گی۔ ہمارا علمی معیار بہت اونچا ہو جائے گا۔ ایک کالج آسانی کے ساتھ ایک سو شاگرد ایک جماعت میں لے سکتا ہے۔ اگر ہر سال ایک سو بی اے یا ایک سو ایم اے عورتیں ہمارے کالج سے نکلنی شروع ہو جائیں۔ تو دس سال کے اندر اندر سارے مغربی پنجاب کی عقلی اور ذہنی ترقی کا معیار بہت بلند ہو سکتا ہے اور نسبت کے لحاظ سے ہماری تعلیم بہت بڑھ جائے گی"

اللہ تعالےٰ کے فضل سے جامعہ نصرت شاہراہ ترقی پر گامزن ہے۔ اس کا الحاق سیکنڈری بورڈ آف ایجوکیشن اور پنجاب یونیورسٹی سے ہو چکا ہے۔ یہ تمام مغربی پاکستان میں واحد تعلیمی ادارہ ہے جس میں طالبات کو دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کے زیور سے بھی مزین کیا جاتا ہے۔ دینیات یعنی قرآن کریم اور حدیث کی تعلیم لازمی ہے۔ اسلامی پردہ کی سختی سے پابندی کی جاتی ہے۔ جامعہ نصرت کے ایف اے اور بی اے کے نتائج بفضل ایزدی بہت خوشکن رہے ہیں۔ ہر سال بی اے کی طالبہ عربی میں طلائی تمغہ حاصل کرتی رہی ہے اور اکثر طالبات وظائف کی حقدار قرار دی جاتی ہیں۔

جامعہ نصرت ہوسٹل میں طالبات کی روحانی اور دینی تربیت کا پورا پورا خیال رکھا جاتا ہے۔ بورڈرز کو سپرنٹنڈنٹ کی معیت میں ہر جمعہ مسجد لے جایا جاتا ہے اور وہ ماہ رمضان میں قرآن مجید کا درس باقاعدگی سے سنتی ہیں۔ کوشش کی جاتی ہے کہ طالبات اسلامی ماحول میں تعلیم حاصل کریں۔ اور جب تعلیم سے فارغ ہو کر عملی زندگی میں قدم رکھیں تو ملک وملت کے لئے مفید وجود ثابت ہوں اور ان میں اسلامی روح نظر آئے۔

جامعہ نصرت میں اخراجات تمام خواتین کالجز سے کم ہیں سادہ زندگی اس کالج کا طرۂ امتیاز ہے اور یہ مغربیت اور فیشن سے پاک ہے۔ اس لئے طالبات کے لئے سفید یونیفارم لازمی ہے۔ ہوسٹل کے اخراجات بھی بالکل واجبی ہیں۔

کھیل کے میدان میں بھی جامعہ نصرت کسی کالج سے کم نہیں ۱۹۶۰ء میں جامعہ نصرت کی والی بال ٹیم نے سیکنڈری بورڈ کے بین الجامعی مقابلہ جات (Intercollegiate matches) میں ٹرافی جیتی سال رواں میں بھی طالبات نے والی بال اور ڈیک ٹینس میں دوم پوزیشن حاصل کی۔

جامعہ نصرت احباب کا اپنا ادارہ ہے۔ پس احباب کو چاہیئے کہ وہ اپنی بچیوں کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں جامعہ نصرت میں داخل کروائیں۔

(پرنسپل جامعہ نصرت۔ ربوہ)

خط وکتابت کرتے وقت اپنی چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں

مسئلہ ناسخ و منسوخ کے متعلق

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نظریہ کی مقبولیت

لا منسوخ فی القرآن (عبد المتعال الجبری)

(از مکرم شیخ نور احمد صاحب منیر سابق مبلغ بلاد عربیہ)

۱۔ ناسخ و منسوخ کا غلط عقیدہ

قرآن کریم ایک ایسا مقدس اور مبارک آسمانی صحیفہ ہے جس کی حفاظت بطور معجزہ کے ہے اس کی ہر آیت اپنے اندر وسیع مطالب و معارف کا خزینہ رکھتی ہے مگر بد قسمتی سے بعض مفسرین کی کوتاہ علمی کی وجہ سے جب دو آیتوں میں تطبیق معنوی نہ ہو سکی اور وہ ورطہ حیرت میں پڑ گئے تو انھوں نے ناسخ و منسوخ کے مسئلہ کی بنیاد رکھی۔

ایک مسلمان کے لئے حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک اسوۂ حسنہ ہے آنحضرتؐ کی طرف سے کوئی ایسی حدیث نہ تو صراحتہً اور نہ ہی اشارۃً مروی ہے کہ جس سے کسی آیت کے منسوخ ہونے کا جواز ثابت کیا جائے قرآن کریم کی آیت

(ما ننسخ من آیة
او ننسها نات بخیر منها
او مثلها)

سے کسی آیت کی منسوخی کا استنباط کرنا فاش غلطی ہے اس آیت میں قرآنی فضیلت کا ذکر کیا گیا ہے کہ تورات و انجیل یعنی سابقہ شریعت کے احکام اگر منسوخ کئے گئے ہیں تو اب قرآن کریم کی شریعت اور اس کے احکام زیادہ محکم ہیں اور پہلی شریعتوں سے بہت ہی بڑھ کر افادی حیثیت رکھتے ہیں گویا اس مختصر آیت میں باہمی موازنہ کیا گیا ہے مگر اس آیت کے معنے اور ترجمہ سمجھنے میں اسقدر غلطی کی گئی کہ بعض مفسرین نے قرآن کریم کی گیارہ سو آیات سے پانچ سو تک کو منسوخ قرار دے دیا حتیٰ کہ ولی اللہ شاہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی پانچ سو آیات کو منسوخ قرار دے دیا۔

۲۔ کوئی آیت منسوخ نہیں ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں ہے چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

"حق یہی ہے کہ حقیقی نسخ اور حقیقی زیادت قرآن میں جائز نہیں کیونکہ اس سے اس کی تکذیب لازم آتی ہے۔" (رفتہ ادی احمدیہ ص)

حضور نے اپنی مختلف تصنیفات میں قرآن کریم کے مسائل اور خصائص کا ذکر انتہائی جاذب اور دلکش الفاظ میں فرمایا ہے اور آپ نے ناسخ و منسوخ جیسے غلط اور خطرناک مسئلہ میں فیصلہ فرما کر معاندین اسلام کے منصوبوں اور سازشوں کو کلیۃً مٹا دیا کیونکہ اس مسئلہ سے قرآن کریم کی کسی آیت کا بھی اعتبار نہیں رہتا حالانکہ وہ بہانگ دہل یہ دعویٰ کرتا ہے کہ:۔

"احکمت آیاتہ"

یعنی اس کے احکام اور آیات انتہائی محکم ہیں اس کی تعلیمات جاودانی ہیں حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم کی ہر آیت اس غلط عقیدہ کی تردید کر رہی ہے۔

۳۔ لا منسوخ فی القرآن

مصر کے مشہور عالم اور فاضل الاستاذ عبد المتعال محمد الجبری کی کتاب موسومہ "النسخ فی الشریعة الاسلامیة" جو ۱۹۶۱ء میں منصہ شہود پر آئی ہے اس کتاب کے سرورق پر تین عناوین جلی حروف سے دیئے گئے ہیں

۱۔ لا منسوخ فی القرآن
یعنی قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں ہے

۲۔ ولا نسخ فی السنة المنزلة
قرآنی قانون منسوخ نہیں ہے۔

۳۔ ابدع تشریع فیما قیل انه منسوخ
بے نظیر قانون و شریعت جسے بعض اشخاص نے منسوخ قرار دیا۔

یہ عظیم الشان تصنیف دار الجہاد شارع الجمہوریہ ۱۲ کے مطبع میں شائع ہوئی ہے اس کتاب کا انتساب مصنف نے اپنے والدین کے نام کیا ہے

یہ کتاب ۳۶۶ صفحات پر مشتمل ہے مصنف نے اس کتاب کی ترتیب و تدوین میں ۷۰ کتب کی ورق گردانی کی ہے جن کے اسماء اس کتاب میں درج ہیں اس مسئلہ کے مخالف نظریات کو مدلل اسلوب سے غلط ثابت کر کے انتہائی کاوش اور عرق ریزی سے کام لیا ہے اس کتاب کو ہر سورت کے عنوان سے شروع کر کے اس میں منسوخ آیت کو تحریر کر کے اس کے نسخ کے دعویٰ کو بیان کر کے علمی تردید سے منسوخ آیات کے متعلق ثابت کیا ہے کہ اس قسم کی آیات کے متعلق ایسا عقیدہ رکھنا باطل ہے اور انصاف کا خون کرنا ہے

مصنف نے اس کتاب کے آغاز میں تحریر کیا ہے کہ ۱۹۴۳ء میں مجھے یہ خیال ہوا کہ قرآن کریم کے متعلق علمی اور تحقیقی رنگ میں مضامین تحریر کئے جائیں تا کہ اسلام کے معنوی جمال کا اظہار ہو اتفاق سے ۱۹۴۹ء میں "جامعة الازهر القاهرة" قاہرہ یونیورسٹی نے مجھے علمی اور تحقیقاتی مقالہ "الناسخ والمنسوخ" لکھنے کی ہدایت کی اس مقالہ کی تحقیق کے سلسلہ میں مصنف اس نتیجہ پر پہنچا کہ قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں ہے اب میں افادۂ عام کے لئے یہ مقالہ شائع کر رہا ہوں۔"

گویا بانی احمدیت نے جو عظیم الشان نظریہ پیش فرمایا تھا اسے آج مصری علماء بھی صحیح تسلیم کر رہے ہیں۔

تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں داخلہ

تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں تمام کلاسز میں نیا داخلہ یکم ستمبر ۱۹۶۲ء سے شروع ہوگا۔ کالج میں مندرجہ ذیل مضامین میں تدریس کا نہایت عمدہ انتظام ہے۔

ایم اے — عربی

بی۔ ایس سی (آنرز) فزکس کیمسٹری۔ ریاضی۔

بی۔ ایس سی (پاس کورس) فزکس۔ کیمسٹری۔ ریاضی۔ اے۔ ریاضی بی۔ ریاضی جنرل شماریات۔ باٹنی۔ زوالوجی۔

بی۔ اے (آنرز) تاریخ۔ سیاسیات، اقتصادیات۔ عربی۔

بی اے (پاس کورس) انگریزی۔ عربی۔ فارسی اردو۔ اسلامیات۔ اقتصادیات سیاسیات۔ ریاضی اے۔ ریاضی بی۔ ریاضی جنرل فلسفہ۔ تاریخ۔ نفسیات

ایف ایس سی (میڈیکل گروپ) پری انجینئرنگ گروپ

ایف اے انگریزی عربی۔ فارسی۔ اردو۔ اسلامیات۔ اقتصادیات۔ ریاضی فلسفہ۔ تاریخ سوکس۔

پرسکون ماحول۔ اعلےٰ تعلیمی فضا۔ بہترین سامان سے مزین تجربہ گاہیں ہمدرد اور قابل سٹاف بہترین نظم و ضبط۔ اعلےٰ نتائج۔ سادہ اور کم خرچ رہائش داخلہ بلا امتیاز مذہب و ملت۔ پراسپکٹس دفتر سے طلب فرمایئے۔ داخلہ کے وقت مصدقہ پروویژنل سرٹیفکیٹ اور کیریکٹر سرٹیفکیٹ مجوزہ داخلہ فارم کے ہمراہ پیش کریں۔ ہر کلاس میں داخلہ کے لئے کافی گنجائش ہے ایسے طالبعلم جو میٹرک میں ۶۵ فیصدی نمبر حاصل کریں اور وظیفہ کی حد سے نیچے ہوں ان کو سالم ٹیوشن فیس کی رعایت بطور حق دی جاتی ہے۔

(مرزا ناصر احمد ایم اے (آکسن) پرنسپل تعلیم الاسلام کالج ربوہ)

تعلیم الاسلام مڈل سکول بشیر آباد فارم ضلع حیدر آباد (سندھ)

کا سنگِ بنیاد

مورخہ ۳ اگست ۱۹۶۲ء تعلیم الاسلام مڈل سکول بشیر آباد فارم کی پختہ عمارت کا سنگ بنیاد رکھنے کے لئے جماعت احمدیہ بشیر آباد فارم کے احباب اکٹھے ہوئے مکرم مولوی برکت اللہ صاحب محمود مبلغ انچارج علاقہ ہذا نے سکول کی غرض و غایت بیان کی۔ ان کے بعد حاجی محمد ابراہیم خلیل ہیڈ ماسٹر سکول ہذا نے قرآن مجید سے حضرت ابراہیمؑ کی مذکوری دعائیں سب حاضرین کو جو کھڑے تھے اونچی آواز سے کہلوائیں۔ پھر مکرم چوہدری فضل احمد صاحب امیر جماعت مقامی نے ربوہ سے دعا کروائی ہوئی بنیادی اینٹ صحابی حضرت مسیح موعودؑ منشی محمد دین صاحب کے ہاتھ میں دی اور انھوں نے وہ اینٹ لگادی اس کے بعد حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی اور مکرم مبلغ انچارج صاحب نے دعا کروائی احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اس سکول کو علاقہ ہذا کے لئے مفید اور بابرکت بنائے اور ہزاروں لاکھوں کو اس سے مستفید فرمائے۔ آمین۔ (نامہ نگار)

درخواست دعا

میرے بھائی عزیزم مشتاق احمد کاہلوں کو ایک بہت تشویشناک بیماری سے اللہ تعالےٰ نے شفاء عطا فرمائی ہے خداوند تعالیٰ کا شکر ہے جس نے اپنی رحمت سے صحت بخشی سب بہن بھائیوں سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ آئندہ بھی اسے ہر بیماری سے محفوظ رکھے آمین۔ ۵ جون اس خوشی میں مبلغ ۵ روپے کسی مستحق کے نام خطبہ جمعہ جاری کرانے کے لئے بھیج رہی ہے۔ بیگم چوہدری بشیر احمد بی اے۔ ایڈ نادنگر منڈی ضلع شیخوپورہ)

انصار اللہ کے اعلانات

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے زیر اہتمام احمدی بچوں کی دینی معلومات کا انعامی مقابلہ

ہر شخص جانتا ہے کہ کوئی قوم اس وقت تک کامرانی کا منہ نہیں دیکھ سکتی جب تک کہ اس کی نئی پود بڑوں کا قائم مقام بننے کی پوری طرح اہل نہ ہو یہ اہلیت محنت اور توجہ سے پیدا ہوتی ہے اس حقیقت کے پیش نظر مجلس انصار اللہ مرکزیہ نے اس امر کا اہتمام کیا تھا کہ ہر سال اپنی نگرانی میں ۱۴ سال تک کے اطفال کا ایک انعامی مقابلہ منعقد کیا جائے اور اول و دوم آنے والے اطفال کو علی الترتیب ایک سال کی پوری اور نصف فیس بطور انعام دی جائے اس انعامی مقابلہ کے انعقاد سے مقصد یہ تھا ہمارے اطفال میں دینی معلومات حاصل کرنے کا شوق پیدا ہو اور وہ شروع سے ہی جماعتی ذمہ داریوں کو سنبھالنے کے لئے تیار کئے جائیں بچوں کو دینی معلومات بہم پہنچانا اور ان کو جماعتی مسائل سے آگاہ کرنا ان کے والدین اور دوسرے سرپرستوں کا فرض ہے مقامی انصار پر بھی ایک حد تک اس کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

یہ انعامی مقابلہ گزشتہ کئی سال سے ہو رہا ہے لیکن دیکھا گیا ہے کہ اس میں زیادہ تر ربوہ کے اطفال ہی حصہ لیتے ہیں بیرونجات کے اطفال بہت کم اس میں شمولیت اختیار کرتے ہیں اس سے انعامی مقابلہ کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر جگہ کے انصار اور جماعت کے دوسرے عہدہ دار اپنے مقام پر بچوں کو نصاب کے مطابق تیاری کروائیں اور مقابلہ کے لئے خاصی تعداد میں ان کو مرکز میں بھجوایا جائے تاکہ صحیح مقابلہ کی روح پیدا ہو اس کا ایک فائدہ یہ ہوگا کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں بچے مرکز میں جمع ہوں گے اور مقابلہ میں شرکت کے علاوہ انصار اللہ کے روح پرور اجتماع اور مرکز میں حاضری کی برکات سے مستفید ہوں گے اور ان میں جماعتی نظام اور جماعتی کاموں سے زیادہ دلچسپی اور دل بستگی پیدا ہوگی یہ مقابلہ ہر سال انصار اللہ کے اجتماع کے موقعہ پر ہوتا ہے اس سال اس مقابلہ کے لئے مندرجہ ذیل نصاب تجویز کیا گیا ہے۔

۱۔ نبراس المومنین اور چالیس جواہر پارے۔
۲۔ احمدیت سے متعلق عقائد، مسائل اور تاریخی معلومات
۳۔ پاکستان کے متعلق تاریخی اور جغرافیائی معلومات
۴۔ تبلیغ بیرون پاکستان و جماعتی ادارہ جات کے متعلق معلومات

نوٹ:۔ اس مقابلہ میں ۹ سے چودہ سال کی عمر کے بچے شامل ہو سکتے ہیں۔

تمام عہدیداران جماعت اور انصار سے گزارش ہے کہ اس نیک کام کی طرف توجہ فرمائیں بچوں کی تربیت اہم جماعتی ذمہ داری ہے اس سے عہدہ برآ ہونے کیلئے ضروری ہے کہ ہر جگہ ابھی سے ایسا انتظام کیا جائے کہ بچے وقت پر اس نصاب کو مکمل کر سکیں اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں مقابلہ کے لئے حاضر ہوں۔ بلکہ یہ انتظام ہمیشہ جاری رہنا چاہیئے تاکہ سال بہ سال یہ کام باقاعدگی سے جاری رہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے اور کماحقہ ادا کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین ثم آمین۔

(قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہا شکر ہے

ایفائے عہد پر ایک مخلص دوست کا اظہار خیال

مکرم فضل عمر صاحب واہ کینٹ سے مساجد ممالک بیرون کے لئے حسب وعدہ دو صد روپیہ ۲۰۰/- ادا کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ کا ہزار ہا شکر ہے کہ اس نے مجھے اپنا وعدہ پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائی پچھلے سال ۶۱/۸/۳ کو مقدمہ کا فیصلہ ہمارے حق میں ہوا۔ اور اس وقت سے پہلے میں نے مبلغ ۲۰۰/- روپیہ برائے تعمیر مساجد بیرون کا وعدہ کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں مقدمہ میں کامیاب فرمائے۔ الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے مقدمہ میں کامیابی عطا فرمائی اور اب وعدہ بھی پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائی"۔

ہمارے یہ مخلص دوست اپنے مقدمہ وغیرہ کی وجہ سے خاصے مقروض ہو گئے ہیں قارئین کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں قرض اور دیگر مشکلات سے جلد از جلد نجات بخشے اور بیش از بیش خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

فضل عمر سپورٹس کلب کوئٹہ کے زیر اہتمام

اوپن ٹیبل ٹینس ٹورنامنٹ کا انعقاد

فضل عمر سپورٹس کلب کوئٹہ کے زیر اہتمام مورخہ ۶ رجون سے ۱۰ رجون تک گورنمنٹ ٹیکنیکل ہائی سکول کے ہال میں فضل عمر اوپن ٹیبل ٹینس ٹورنامنٹ منعقد کیا گیا جس میں کوئٹہ و قلات ڈویژن کے ۷۰ کے قریب نامور کھلاڑیوں نے لیا۔ اس ٹورنامنٹ میں سول فوج فضائیہ۔ سکولوں کالجوں اور کوئٹہ و قلات ڈویژن کے دوسرے اداروں سے متعلق کھلاڑی حصہ لے سکتے تھے۔ ٹورنامنٹ میں کھلاڑیوں کے تین گروپ (A)، (B) اور (C) بنائے گئے تھے گروپ اے میں علاقہ کے نامور کھلاڑی گروپ بی میں اوسط درجہ کے کھلاڑی اور سی گروپ میں صرف نئے کھلاڑی حصہ لے سکتے تھے

افتتاح مورخہ ۶ رجون شام پانچ بجے مسٹر اے کے پارکزئی سینئر سول جج کوئٹہ نے کیا آپ نے ٹورنامنٹ کا افتتاح فرماتے ہوئے کھلاڑیوں کو وسیع النظر بننے اور اپنے اندر صحیح معنوں میں کھلاڑیوں کا جذبہ اور ہمدردی پیدا کرنے کی تلقین فرمائی ٹورنامنٹ پانچ دن تک جاری رہا اور مختلف کھلاڑیوں نے شاندار کھیل کا مظاہرہ کیا ٹورنامنٹ کے انعقاد کی خبریں مقامی اخبارات باقاعدگی سے شائع کرتے رہے، اور ٹورنامنٹ کے روزانہ کھیلوں کے نتائج کا اعلان روزانہ شام مقامی ریڈیو سٹیشن سے مقامی خبروں میں بھی کیا جاتا رہا۔ آخری دن مورخہ ۱۰ رجون کو شام ۶ بجے تقسیم انعامات کی تقریب منعقد کی گئی۔ جس میں کلب کے صدر مکرم شیخ محمد اقبال صاحب کی درخواست پر مسٹر غلام مصطفےٰ شاہ ڈائریکٹر محکمہ تعلیمات کوئٹہ و قلات ڈویژن نے انعامات تقسیم فرمائے اس تقریب میں شہر کے ستر کے قریب معززین اعلیٰ افسران اور مقامی صحافیوں نے بھی شرکت کی مجموعی طور پر بفضلہ تعالیٰ ہمارا یہ ٹورنامنٹ نہایت کامیاب رہا۔

ہم اس سلسلہ میں مکرم شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ مکرم مرزا منور بیگ صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کوئٹہ اور مسٹر انور چوہدری سیکرٹری بلوچستان ٹیبل ٹینس ایسوسی ایشن کے بہت ممنون ہیں جنہوں نے ٹورنامنٹ کو کامیاب بنانے میں ہماری ہر ممکن مدد فرمائی جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

(محمد اسلم جاوید سیکرٹری)

پاکستان ویسٹرن ریلوے ——— لاہور ڈویژن

ٹنڈر نوٹس

ترمیم شدہ شیڈول آف ریٹس کی اساس پر پرسنٹیج ریٹ معہ لیبر و میٹریل ذیل کے زون ورکس کے لئے برائے سال ۶۳-۱۹۶۲ء مجوزہ فارمول پر جو اس دفتر سے ۲۰ راگست ۶۲ء کو ساڑھے گیارہ بجے تک بہ ادائیگی ایک روپیہ فی فارم دستیاب ہو سکتے ہیں زیر دستخطی ساڑھے بارہ بجے تک سر بمہر ٹنڈر وصول کریں گے جو اسی روز ساڑھے بارہ بجے برسر عام کھولے جائیں گے۔

نمبر شمار	کام کا نام	تخمینا لاگت معہ ٹنڈر پرسنٹیج	زر بیعانہ جو ڈویژنل پے ماسٹر پاکستان ویسٹرن ریلوے لاہور کے پاس جمع کرایا جائے گا
	ورکس زون سب ڈویژن نمبر ۲ لاہور		
۱۔	زون نمبر ۱۔ ۷ W/۱۵ ح لاہور کے سیکشن میں میو گارڈن اور کینال بنک کالونی شامل ہیں۔	۹۰۰۰/- روپے	۱۰۰۰/- روپے

۲۔ صرف منظور شدہ فہرست پر ٹھیکیدار ہی ٹنڈر دیں جن ٹھیکیداروں کے نام اس ڈویژن کے منظور شدہ ٹھیکیداروں کی فہرست پر نہیں ہیں ان کو ۲۰ راگست ۱۹۶۲ء سے پیشتر رجسٹر کرا لینے چاہئیں۔

۳۔ مفصل شرائط و کوائف ترمیم شدہ شیڈول آف ریٹس زیر دستخطی کے دفتر میں کسی بھی یوم کار کو دیکھے جا سکتے ہیں۔ ریلوے انتظامیہ سب سے کم نرخ یا کسی ٹنڈر کو منظور کرنے کی پابند نہیں ہے یہ ٹھیکیداروں کے اپنے مفاد میں ہے کہ زر بیعانہ ڈویژنل پے ماسٹر پی ڈبلیو ریلوے لاہور کے پاس ۲۰ راگست ۶۲ء سے پیشتر جمع کرا دیں۔

ٹھیکیداروں کو پرسنٹیج ریٹ پورے ہندسوں میں دینے چاہئیں۔ آنے پائیوں میں دیئے ہوئے ریٹ مسترد کر دیئے جائیں گے۔

ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ پاکستان ویسٹرن ریلوے لاہور

ہمدرد نسواں (اٹھرا کی گولیاں) دواخانہ خدمت خلق ربوہ سے طلب کریں مکمل کورس انیس ۱۹ روپے

وصایا

ذیل کی وصایا منظوری سے قبل شائع کی جا رہی ہیں۔ تاکہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے اعتراض ہو۔ تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ ربوہ کو ضروری تفصیل کے ساتھ مطلع فرمائیں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

نمبر ۱۶۷۶۴: میں ثریا سلطانہ زوجہ محمد یونس فاروقی قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن حال راولپنڈی صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶ فروری ۱۹۶۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں۔ منقولہ جائیداد مبلغ دو ہزار روپیہ بذمہ خاوند ہے۔ جس میں ایک ہزار مہر ہے۔ جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتی ہوں وفات سے قبل جو رقم داخل کردوں وہ حصہ وصیت سے منہا بھی جائے جو جائیداد آئندہ پیدا کروں یا جو رقم بذریعہ کسی آمد بھی حاصل کروں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بھی بحق صدر انجمن احمدیہ کرتی ہوں۔ میری وفات کے بعد میرا ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی۔ فقط

المرقوم ۶ فروری ۱۹۶۲ء۔

گواہ شد: غلام احمد مرزوی فاضل سابق مربی سلسلہ احمدیہ حال چیف انسپکٹر تحریک جدید وکالت مال حال مقیم راولپنڈی

گواہ شد: محمد یونس فاروقی خاوند موصیہ ایڈیٹو آفیسر پی۔ ٹی۔ اے راولپنڈی

نمبر ۱۶۷۶۵: میں ملک فضل کریم خان تسلیم ولد ملک غلام عزت خان قوم ککے زئی پٹھان پیشہ ملازمت عمر ۶۱ سال چھ ماہ تاریخ بیعت ۱۹۱۴ء ساکن فیض اللہ چک حال محمد نگر لاہور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۲/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے۔ جو میری ملکیت ہے ایک مکان رقبہ ۷ مرلہ واقع ۱۲/۱۳ محمد نگر میو روڈ لاہور جس کی قیمت ۱۵۰۰۰ پندرہ ہزار ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی

۲۔ لیکن میرا گزارہ صرف اس جائیداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمدنی پر ہے جو کہ اس وقت ۲۰۰/۱۵۰ روپے ماہوار ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ وصیت کنندہ ملک فضل کریم خان تسلیم ۱۲/۱۳ محمد نگر میو روڈ لاہور۔

گواہ شد: سید ولایت شاہ ولد سید رمضان شاہ مرحوم انسپکٹر وصایا کارکن دفتر وصیت ربوہ

گواہ شد: مرزا محمد امین ولد مرزا وزیر بیگ، سیکرٹری مال حلقہ محمد نگر لاہور۔

نمبر ۱۶۷۶۶: میں عبد المجید ولد چوہدری عبد الرؤف صاحب قوم زمیندار پیشہ ملازمت عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن سیالکوٹ ڈاک خانہ خاص ضلع سیالکوٹ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۲/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے میرا گزارہ میری ماہوار آمد پر ہے۔ جو اس وقت بذریعہ ملازمت ۱۶۵/۷۵ روپے ماہوار ہے۔ میں اپنی ماہوار آمد جو بھی ہوگی۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر میں اپنی زندگی میں کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات کے وقت میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالکہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

العبد: عبد المجید ولد چوہدری عبد الرؤف ماسٹر غلام علی بھٹہ سٹریٹ پورہ میراں سیالکوٹ دوسرا پتہ۔ ٹیچر تعلیم الاسلام سیکنڈری سکول گھٹیالیاں براستہ بدو ملہی ضلع سیالکوٹ

گواہ شد: قاسم الدین امیر جماعت احمدیہ سیالکوٹ

گواہ شد: ناصر احمد بال مجلس خدام الاحمدیہ شہر سیالکوٹ۔

نمبر ۱۶۷۶۸: میں فیروز دین ولد خیر الدین قوم جٹ گل پیشہ ملازمت عمر چھتیس سال تاریخ بیعت مئی ۱۹۲۷ء ساکن شیخ بستی اوکاڑہ ڈاک خانہ خاص ضلع منٹگمری صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷ جولائی ۱۹۶۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو اس وقت ۷۰/- روپے ماہوار ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ فقط

العبد فیروز دین ساکن شیخ بستی گلی نمبر ۱۔ اوکاڑہ ضلع منٹگمری۔ گواہ شد: نور الدین معلم خود ساکن اوکاڑہ ڈی بلاک ضلع منٹگمری۔ گواہ شد: حاکم علی ... سیکرٹری مال جماعت احمدیہ اوکاڑہ ضلع منٹگمری

خانۂ خدا کی تعمیر کیلئے کم از کم ڈیڑھ صد روپیہ ادا کرنیوالے مخلصین

فہرست نمبر ۶۷

ذیل میں ان مخلصین کے نام تحریر کئے جاتے ہیں۔ جن کو اللہ تعالےٰ نے مسجد احمدیہ فرینکفورٹ (جرمنی) کی تعمیر کے لئے کم از کم ڈیڑھ صد روپیہ تحریک جدید کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا و الآخرۃ۔

۲۷۰۔ مکرم کیپٹن راجہ محمد اسلم صاحب کھاریاں ضلع گجرات	۱۵۰/-
۲۷۱۔ مکرم میاں عبد الرحیم صاحب پراچہ ایم عبد الرحیم اینڈ سنز ملتان شہر	۱۵۰/-
۲۷۲۔ محترمہ بشیر بیگم صاحبہ زوجہ " " " " "	۱۵۰/-
۲۷۳۔ مکرم ڈاکٹر عبد القدوس صاحب نواب شاہ سندھ بنام والدہ ماجدہ محترمہ برکت بی بی صاحبہ مرحومہ	۱۵۰/-
۲۷۴۔ مکرم چوہدری حسین بخش صاحب والد ماجد بشیر احمد صاحب مادرن سٹور کراچی	۱۵۰/-

(وکیل المال اول تحریک جدید)

تحریک جدید کا ایک مطالبہ ـــــ سادہ زندگی

تحریک جدید کے مطالبات میں سے ایک اہم مطالبہ سادہ زندگی اختیار کرنا ہے اس ضمن میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے بعض ارشادات درج کئے جاتے ہیں۔ جملہ خدام کا فرض ہے کہ وہ ان پر عمل پیرا ہوں اور دیگر احباب جماعت میں بھی ان کی اشاعت کریں۔ اور سادہ زندگی اختیار کرنے کی تلقین کریں۔

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

"اس زمانہ میں مالی قربانی کی بہت ضرورت ہے۔ اسلئے سب مرد اور عورتیں اپنی زندگیوں کو سادہ بنائیں اور اخراجات کم کر دیں۔ تاکہ جس وقت قربانی کے لئے خدا تعالےٰ کی طرف سے آواز آئے وہ تیار ہوں ....

.... قربانی کے لئے صرف تمہاری نیت ہی فائدہ نہیں دے سکتی۔ جب تک تمہارے پاس سامان بھی مہیا نہ ہوں۔ ...... اگر سامان مہیا نہ ہوں تو ہم وہ قربانی کسی صورت میں بھی پیش نہیں کر سکتے۔ جس کی ہمیں خواہش ہے۔ اسلئے ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک سادہ زندگی اختیار کرے۔ تاکہ وقت آنے پر وہ اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کے سامنے پیش کر سکے۔" (الفضل ۱۲ر جون ۱۹۳۵ء)

پھر حضور فرماتے ہیں:۔

"ایک کھانا کھانے اور سادہ لباس پہننے میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اس طرح امارت اور غربت کا سوال جاتا رہتا ہے" (الفضل ۴ فروری ۱۹۳۶ء)

پھر فرماتے ہیں:۔

"میں یہ نہیں کہتا کہ جو شخص سادہ زندگی اختیار نہیں کرتا وہ احمدی نہیں۔ مگر میں یہ ضرور کہوں گا کہ وہ اعلیٰ شفا حفرۃ من النار ہے۔ بالکل ممکن ہے اس کا ایمان ضائع ہو جائے .... علاوہ ازیں سادہ زندگی کے اختیار نہ کرنے کے نتیجہ میں نہ وہ اخوت پیدا ہوگی۔ جس سے روحانی سلسلے ترقی کرتے ہیں اور نہ غربت و امارت کا امتیاز دور ہوگا" (الفضل ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء)

(مہتمم تحریک جدید مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

درخواست ہائے دعا

(۱) مکرمہ استانی کرم بی بی صاحبہ ہمشیرہ حسن صاحب رہتاسی مرحوم کچھ عرصہ سے بیمار چلی آرہی ہیں وہ چلنے پھرنے سے بھی معذور ہیں اور سارا بدن مفلوج ہو گیا ہے۔ درویشان قادیان جماعت سے دعا کی درخواست ہے

(ملک فضل احمد جعدار ربوہ)

۲۔ میرے بھائی محمود احمد صاحب حال مالیر کینٹ کراچی کچھ عرصہ سے بیمار ہیں۔ احباب جماعت اور درویشان قادیان اُن کے لئے دعا فرمائیں۔

(داؤد احمد دار الصدر شرقی ربوہ)

جلسہ سیرۃ النبیؐ میں علماء سلسلہ کی تقاریر

(بقیہ صفحہ اول)

دورانِ تقریر میں مکرم قاضی صاحب نے واضح فرمایا کہ مقام سے مراد یہ ہوتی ہے کہ کسی شخص کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کس درجہ اور کس حد تک قرب حاصل ہے اور جتنا زیادہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے اتنا ہی زیادہ وہ فیضان الٰہی کا مورد ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے قوتِ قدسی سے بہرہ ور کیا جاتا ہے اس طرح اس کا اپنا مقام اور مرتبۂ قرب دوسروں پر مؤثر ہو کر انہیں بھی خدائی افضال و انعامات کا وارث بنانے کا موجب بنتا ہے چنانچہ اس لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے آقا و مطاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کو دائرۂ الوہیت اور دائرۂ بشریت کے درمیانی وتر مشترک کا مرکزی نقطہ قرار دیا ہے اور اس لحاظ سے آنحضورؐ مظہر اتم الوہیت ہونے کے لحاظ سے ظلیت الٰہیہ کے انتہائی ارفع و اعلیٰ مقام پر فائز ہیں یہ وہ مقام ہے کہ جس میں آنحضورؐ کا حقیقی طور پر کوئی شریک نہیں اور اس مقام کے صحیح تصور سے تمام عقول و افہام بشریہ عاجز ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک تمام انبیاء و اولیاء کے ظہور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نقطۂ نفسی بطور علّت غائیہ کے مؤثر رہا ہے۔ انبیائے سابقین اصالتاً اور براہ راست نبی ہونے کے باوجود حسب استعداد مختلفہ آنحضرتؐ کے نقطۂ نفسی سے متاثر ہوئے ہیں اور آنحضرتؐ کے عالم جسمانی میں ظہور کے بعد چونکہ آپ کے ذریعہ شریعت کاملہ آچکی ہے لہٰذا آنحضرتؐ کے وجود باجود سے مستفیض ہونے کے لئے آنحضورؐ کی شریعت کی پیروی اور آنحضورؐ کی اتباع کا واسطہ شرط ہے۔ آنحضرتؐ کا وجود جیسے پہلے حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جملہ انبیاء میں بطور علّت غائیہ کے مؤثر رہا ہے اسی طرح آنحضرتؐ کا وجود آنحضور کی بعثت کے بعد بواسطۂ شریعت کاملہ ایک رنگ میں بطور علّت فاعلیہ کے بھی مؤثر ہوتا ہے۔ سو گویا آنحضرتؐ کی بعثت سے قبل مبعوث ہونے والے تمام انبیاء اور اولیاء آنحضورؐ کے ظل ہیں مگر بغیر اتباع کے۔ اور آنحضورؐ کے بعد مقام نبوت حاصل کرنے والا اور تمام دوسرے صلحاءؐ بھی آپ ہی کے ظل ہیں لیکن اتباع کی شرط کے ساتھ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہی وہ انتہائی بلند شان اور انتہائی اعلیٰ و ارفع مقام ہے جو آنحضورؐ کو جملہ انبیاء پر اور تمام اولین و آخرین پر لازوال فضیلت بخشتا ہے اور آنحضورؐ سرور کائنات کی حیثیت میں تمام اولین و آخرین کے سردار ہیں۔

آخر میں صدرِ جلسہ مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے پہلے اس امر پر خوشی کا اظہار فرمایا کہ اس رنگ میں سیرت النبیؐ کے جلسے بہت عرصہ قبل امام جماعت احمدیہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے منعقد کرنے کا آغاز فرمایا تھا چنانچہ حضور کے ارشاد کی تعمیل میں جماعتہائے احمدیہ سالہا سال سے سیرۃ النبیؐ کے جلسے منعقد کرتی چلی آرہی ہے۔ دوسرے مسلمان صرف مولود شریف کی مجلسیں منعقد کیا کرتے تھے جنمیں نعتیں اور میلاد کا ایک مقررہ مضمون پڑھ کر سنا دیا جاتا تھا لیکن اب جماعتِ احمدیہ کی اتباع میں دوسرے مسلمانوں نے بھی اسی طرز پر سیرۃ النبیؐ کے جلسے منعقد کرنے شروع کر دئے ہیں اور اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کو بار بار لوگوں کے سامنے پیش کرنے کی صورت نکل آئی ہے۔

اس کے بعد آپ نے قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل انسان اور کامل نبی ہونا واضح کیا اور بتایا کہ خدا تعالیٰ تک پہنچنے اور فیضان الٰہی کا مورد بننے کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود ہی درمیانی واسطہ اور وسیلہ ہے جو اس واسطہ کو اختیار نہیں کرتا وہ محروم ازلی ہے اسے کبھی بھی خدا تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں ہو سکتا۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہم سے محبت کرنے لگے تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ایسی ہی محبت خدا سے کریں جیسی محبت آنحضرتؐ نے کرکے دکھائی۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے عملاً اس محبت کا بے نظیر ثبوت پیش کیا۔ آنحضورؐ نے تبلیغ و اشاعت کا فریضہ اس شان سے ادا فرمایا کہ دنیا کی بڑی سے بڑی مشکل اور مصیبت بھی آنحضورؐ کو اس فریضہ کی ادائیگی سے نہ روک سکی۔ اور آنحضورؐ برابر توحید باری تعالیٰ اور اپنی رسالت کی شہادت دیتے چلے گئے یہاں تک کہ سارا عرب ایمان لے آیا۔ اگر ہم بھی چاہتے ہیں کہ ہم خدا تعالیٰ کے محبوب اور پیارے بندے بن جائیں تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم بھی آنحضورؐ کی اتباع میں غیر مسلموں اور غیر اقوام کے سامنے توحید باری تعالیٰ اور آنحضورؐ کی رسالت کی شہادت دیتے چلے جائیں اور تبلیغ و اشاعتِ اسلام کا فریضہ اس شان سے ادا کریں کہ ساری دنیا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو کر آستانۂ الوہیت پر آگرے اگر ہم ایسا کریں گے تو یقیناً ہم خدائی فرمان قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ کے مطابق خدا تعالیٰ کے پیارے بندے بن جائیں گے

دورانِ جلسہ میں جامعہ احمدیہ کے ایک طالب علم عزیز حبیب اللہ نے جو مشرقی پاکستان سے تعلق رکھتے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایک بنگالی نظم بہت خوش الحانی سے پڑھی۔

اسی طرح مکرم محمد اسمٰعیل صاحب خالد نے حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل کی ایک تازہ نظم جو آپ نے میلاد النبیؐ اور یوم آزادی کی مشترک تقریب کے پیشِ نظر لکھی تھی خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ آخر میں مکرم مولانا شمس صاحب نے اجتماعی دعا کرائی اور سیرۃ النبیؐ کا یہ بابرکت جلسہ اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں پر پونے دس بجے کے قریب اختتام پذیر ہوا۔

ربوہ میں یوم استقلال کی تقریب

(بقیہ صفحہ اوّل)

احباب کو اس مملکتِ خداداد کی ترقی و خوشحالی کے لئے دعائیں کرنے کی تحریک فرمائی اسکے بعد آپ نے ایک لمبی اجتماعی دعا کرائی جسمیں جملہ احباب شریک ہوئے۔

دن طلوع ہونے پر ٹاؤن کمیٹی اور دفاتر صدر انجمن احمدیہ و تحریک جدید کی عمارتوں پر پاکستان کا پرچم لہرایا گیا۔ اسکے بعد ٹاؤن کمیٹی ربوہ کے زیر اہتمام ۹ بجے تک وسیع پیمانے پر ورزشی کھیلوں کے مقابلہ جات ہوئے جن میں مقامی مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کے اراکین اور دیگر اہل ربوہ نے بہت ذوق و شوق سے حصہ لیا۔ چنانچہ لمبی چھلانگ، اونچی چھلانگ، گولہ پھینکنا، مختلف قسم کی دوڑوں اور رسہ کشی کے مقابلہ جات کے علاوہ والی بال، ڈیک ٹینس، ٹیبل ٹینس سنگل اور ڈبل کے میچ کھیلے گئے۔ نیز شام کو چھ بجے سے سات بجے تک کبڈی کا ایک شاندار میچ ہوا جس کے اختتام پر قائمقام چیئرمین صاحب ٹاؤن کمیٹی ربوہ نے جملہ مقابلہ جات اور ورزشی مقابلوں میں نمایاں امتیاز حاصل کرنے والی ٹیموں اور کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم فرمائے بعد ازاں ٹاؤن کمیٹی کی طرف سے ایک پارٹی کا بھی اہتمام کیا گیا۔

رات کو ٹاؤن کمیٹی، مسجد مبارک دفاتر صدر انجمن و تحریک جدید، دفتر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ اور دیگر اہم عمارات اور دکانوں پر بجلی کے رنگ برنگے قمقموں سے چراغاں کیا گیا۔ ٹاؤن کمیٹی کی طرف سے دکانداروں کو خاص طور پر چراغاں کرنے کی تحریک کی گئی تھی اور اس سلسلہ میں اوّل آنے والی دکان کے لئے انعام کا اعلان بھی کیا گیا تھا چنانچہ ٹاؤن کمیٹی کی طرف سے صوفی کریم بخش صاحب کریانہ مرچنٹ گول بازار کو بہترین روشنی کرنے پر انعام کا مستحق قرار دیا گیا۔ چراغاں کی وجہ سے بازاروں میں رات کو دیر تک خوب رونق اور چہل پہل رہی۔

نماز مغرب کے بعد بزم حسنِ بیان مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کی طرف سے مسجد محمود میں ایک تقریری مقابلہ بھی منعقد ہوا اس مقابلہ کے لئے حسب ذیل دو موضوع مقرر تھے:۔

(۱) پاکستان کا مستقبل (۲) ایک پاکستانی شہری کی ذمہ داریاں۔

اس مقابلے میں آٹھ مقررین نے حصہ لیا۔ منصف صاحبان کے فیصلے کے مطابق پرویز احمد صاحب اوّل اور قاضی عزیز احمد صاحب اور اقبال احمد صاحب نجم دوم قرار پائے۔

لیڈر

بقیہ صہ ۲

تو ہمارا ہے کیونکہ ہم نے کنز قدوری قافیہ پڑھا ہوا ہے۔ مسایل کا تعین ہم ہی کر سکتے ہیں باقی سب لوگ ہمارے طفیلی ہونے چاہئیں۔ ان سے کوئی پوچھے کہ آپ کو یہ سند کہاں سے ملی ہے تو اس کا جواب سوائے خودستائی کے اور کچھ نہیں ہوگا۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ یہ انتخاب صحیح ہے بلکہ ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ ایسی کونسل کی ضرورت تھی۔ تاہم ہم یہ ضرور کہیں گے کہ اگر ایسی کونسل ضروری ہے تو اس کے ارکان ایسے ہونے چاہئیں جو وسیع الخیال ہوں اور خواہ وہ خود کسی فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں مگر اتنی سمجھ ضرور رکھتے ہوں کہ دوسروں سے اختلاف رائے کے باوجود ان کو اپنے تصور اسلام پر قائم رہنے کا حق تسلیم کرتے ہوں اور سیاست میں کسی فرقہ سے امتیازی سلوک کے قایل نہ ہوں۔